بیس رکعات تراویح

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

سرپرست: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا

بانی وامیر: عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز

چیئرمین: احناف ٹرسٹ

www.ahnafmedia.com

بیس رکعات تراویح

مذہب اہل السنت والجماعت:

تراویح بیس رکعت سنت موکدہ ہے۔

مذہب غیر مقلدین:

تراویح کی تعداد آٹھ رکعت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ ادا فرمائی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی آٹھ ہی پڑھی ہیں۔ بیس رکعت والی روایات ضعیف ہیں۔

دلائل اہل السنت والجماعت

احادیث مرفوعہ:

دلیل نمبر 1: قال الامام الحافظ المحدث أبو بکر عبداللہ بن محمد بن أبي شيبة العبسی الکوفی (م235ھ) : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ : أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

تحقیق السند: اسنادہ حسن و قد تلقتہ الامۃ بالقبول فھو صحیح۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج2 ص284 باب کم یصلي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ. المعجم الکبیر للطبرانی ج5ص433 رقم 11934، المنتخب من مسند عبد بن حمید ص218 رقم 653، السنن الکبری للبیھقی ج2ص496 باب مَا رُوِیَ فِی عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِی شَهْرِ رَمَضَانَ.)

اعتراض: اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ ہے جو عند المحدثین ضعیف ہے۔

جواب 1: ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ العنبسی پر ائمہ نے جرح کی لیکن یہ اتنا بھی ضعیف نہیں کہ اس کی روایت کو چھوڑ دیا جائے، کیونکہ بعض محدثین نے اس کی توثیق بھی کی ہے۔

1: امام عدی ابوشیبہ کے بارے میں فرماتے ہیں: لہ احادیث صالحۃ. {تہذیب الکمال ج1ص393}

2: امام بخاری کے استاد الاستاد حضرت یزید بن ہارون جو ابوشیبہ کے زمانہ قضاۃ میں ان کے کاتب اور منشی تھے وہ بھی ابوشیبہ کے بڑے مداح تھے۔ وہ فرماتے ہیں: ماقضی علی الناس یعنی فی زمانہ اعدل فی قضاء منہ. {تہذیب الکمال ج1ص151}

3: ابن عدی نے ان کے بارے میں یہ بھی فرمایا ہے: وھو وإن نسبوہ إلی الضعف خیر من إبراھیم بن أبي حیۃ. {تہذیب الکمال ج1 ص151}

اور إبراھیم بن أبي حیۃ کے بارے میں یحیی بن معین فرماتے ہیں: ثقۃ کبیر. {لسان المیزان ج1ص52 رقم الترجمۃ 127}

لہذا جب ابراہیم بن ابی حیہ ثقہ ہے تو ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ بدرجہ اولی ثقہ ہونا چاہیے۔

جواب 2: اس روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ اگر کسی روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تو روایت صحت کا درجہ پالیتی ہے۔ مثلاً

:1 امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال بعضهم يحكم للحديث بالصحة اذا تلقاه الناس بالقبول وان لم يكن له اسناد صحيح.

(تدریب الراوی ص29)

:2 حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: و ذهب بعضهم الى ان الحديث اذا تأيد بالعمل ارتقى من حال الضعف الى مرتبة القبول. قلت: و هو الاوجه عندي. (فیض الباری شرح البخاری: ج3،ص:409 کتاب الوصایا ، باب الوصیۃ لوارث)

:3 غیر مقلد عالم ثناء اللہ امرتسری نے اعتراف کیا: "بعض ضعف ایسے ہیں جو امت کی تلقی بالقبول سے رفع ہو گئے ہیں"

(اخبارِ اہل حدیث مورخہ 19 اپریل1907 بحولہ رسائلِ اعظمی ص331)

لہذا یہ روایت تلقی بالقبول ہونے کی وجہ سے یہ روایت صحیح و حجت ہے۔

دلیل نمبر2: روى الامام المورخ أبو القاسم حمزة بن يوسف السهمي الجرجاني (م427ھ): حدثنا أبو الحسن علي بن محمد بن أحمد القصري الشيخ الصالح رحمه الله حدثنا عبد الرحمن بن عبد المؤمن العبد الصالح قال أخبرني محمد بن حميد الرازي حدثنا عمر بن هارون حدثنا إبراهيم بن الحناز عن عبد الرحمن عن عبد الملك بن عتيك عن جابر بن عبد الله قال خرج النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة في رمضان فصلى الناس أربعة وعشرين ركعة وأوتر بثلاثة

اسناده حسن و رواته ثقات۔

(تاریخ جرجان للسہمی ص317، فی نسخۃ 142)

فائدہ: اس روایت میں چار رکعت فرض، بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر کا ذکر ہے۔

اعتراض: اس میں دو راوی ہیں؛ محمد بن حمید الرازی اور عمر بن ہارون البلخی اور دونوں ضعیف ہیں۔

جواب: یہ حسن الحدیث درجہ کے راوی ہیں۔

محمد بن حمید الرازی: (م248ھ)

آپ ابو داود، ترمذی، ابن ماجہ، کے راوی ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج:5ص:547)

اگرچہ بعض محدثین سے جرح منقول ہے لیکن بہت سے جلیل القدر ائمہ محدثین نے آپ کی تعدیل و توثیق اور مدح بھی فرمائی ہے مثلاً:

:1 امام احمد بن حنبل: وثقہ (ثقہ قرار دیا)۔

(طبقات الحفاظ للسیوطی ج:1ص:40)

اور ایک بار فرمایا "لايزال بالري علم مادام محمد بن حميد حياً"۔ (جب تک محمد بن حمید زندہ ہیں مقام ری میں علم باقی رہے گا)

(تہذیب الکمال للمزی ج:8ص:652)

:2 امام یحی بن معین: ثقة ،ليس به باس، رازى كيس [ثقہ ہے اس احادیث پر کوئی کلام نہیں، سمجھ دار ہے] (ایضاً)

:3 امام جعفر بن عثمان الطیالسی: ثقة ۔(تہذیب الکمال ج:8ص:653)

:4 علامہ ابن حجر: الحافظ [حافظ ہے]۔

(تہذیب التہذیب ج:5ص:547)

:5 علامہ ہیثمی ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: " وفى اسناد بزار محمد بن حميد الرازى وهو ثقة "[بزاز کی سند میں محمد بن حمید

الرازی ہے اور وہ ثقہ ہے]۔

(مجمع الزوائد ج:9ص:475)

چونکہ اس پر کلام ہے اور اس کی توثیق بھی کی گئی ہے، لہذا اصولی طور پر یہ حسن درجہ کا راوی ہے۔

عمر بن ہارون البلخی:(م294ھ)

آپ ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ بعض حضرات نے جرح کی ہے لیکن بہت سے ائمہ نے آپ کی تعدیل و توثیق اور مدح و ثناء میں یہ الفاظ ارشاد فرمائے ہیں:

"الحافظ،الامام ،المکثر، عالم خراسان،من اوعیۃ العلم "[علم کا خزانہ تھے] کثیر الحدیث، وارتحل[حصول علم کے اسفار کئے] ثقۃ،مقارب الحدیث۔

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج:1ص:249، 248،سیر اعلام النبلاء ج:7ص:148تا 152،تہذیب التہذیب ج:4ص:315تا317)

لہذا اصولی طور پر آپ حسن الحدیث درجہ کے راوی ہیں۔

احادیث موقوفہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

حضرت عمر فاروق دور خلافت کی تراویح کی تعداد رکعت بیان کرنے والے سات حضرات ہیں۔ یہ تمام حضرات بیس رکعات ہی روایت کرتے ہیں (مضطرب و ضعیف روایات کا کوئی اعتبار نہیں) ذیل میں روایات پیش خدمت ہیں:

1:حضرت ابی بن کعب:

عن أبي بن كعب أن عمر أمر أبيا أن يصلي بالناس في رمضان فقال إن الناس يصومون النهار ولا يحسنون أن يقرؤا فلو قرأت القرآن عليهم بالليل فقال يا أمير المؤمنين هذا شيء لم يكن فقال قد علمت ولكنه أحسن فصلى بهم عشرين ركعة

اسنادہ صحیح و رواتہ ثقات۔

(مسند أحمد بن منيع بحوالہ اتحاف الخيرة المہرة للبوصيري ج2 ص424 باب في قيام رمضان وما روي في عدد ركعاته،)

اعتراض:

آل حدیث نے لکھا:"یہ روایت اتحاف الخیرۃ المھرۃ للبوصیری میں بغیر کسی سند کے احمد بن منیع کے حوالے مذکور ہے۔ سرفراز صفدر دیوبندی لکھتے ہیں کہ "بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی"(مقدار رکعات قیام رمضان ص74 از زئی غیر مقلد)

غلام مصطفی ظہیر نے بازاری زبان استعمال کرتے ہوئے لکھا:"بے سند روایات وہی پیش کرتے ہیں جنکی اپنی کوئی سند نہ ہو۔"(آٹھ رکعت نماز تراویح ص8)

جواب:

اولاً۔۔۔اللہ تعالیٰ جناب کو اخلاق حسنہ عطا فرمائے، الاحادیث المختارہ للمقدسی میں یہ روایت سند کے ساتھ موجود ہے جناب کی "تسلی" کے لئے سند پیشِ خدمت ہے:

أخبرنا أبو عبدالله محمود بن أحمد بن عبدالرحمن الثقفي بأصبهان أن سعيد بن أبي الرجاء الصيرفي أخبرهم قراءة عليه أنا عبدالواحد بن أحمد البقال أنا عبيدالله بن يعقوب بن إسحاق أنا جدي إسحاق بن إبراهيم بن محمد بن جميل أنا أحمد بن منيع أنا الحسن بن موسى نا أبو جعفر الرازي عن الربيع بن أنس عن أبي العالية عن أبي بن كعب أن عمر أمر أبيا أن يصلي بالناس في رمضان الحديث

[الاحاديث المختارة للمقدسی ج3ص367 رقم 1161]

ثالثاً:۔۔۔ غیر مقلدین کے ممدوح علامہ ابن تیمیہ ابی بن کعب کے بیس رکعت پڑھانے کو ثابت مانتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

"قد ثبت ان ابی بن کعب کان یقوم بالناس عشرین رکعۃ ویوتر بثلاث فرأی اکثر من العلماء ان ذلک هو السنۃ لانه قام بین المهاجرین والانصار ولم ینکره منکر"۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ قدیم ص186/ج1،فتاویٰ ابن تیمیہ جدیدص112ج23)

2:حضرت سائب بن یزید:

1: عن يزيد بن خصيفة عن السائب بن يزيد قال: كانوا يقومون على عهد عمر في شهر رمضان بعشرين ركعة وإن كانوا ليقرءون بالمئين من القرآن

اسنادہ صحیح علی شرط البخاری

(مسند ابن الجعد ص413 رقم الحدیث 2825، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج2ص305 باب قیام رمضان رقم الحدیث 1365،السنن الکبری للبیہقی ج2ص496 باب مَا رُوِىَ فِى عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِى شَهْرِ رَمَضَانَ.)

2: روی مالك من طريق يزيد بن خصيفة عن السائب بن يزيد عشرين ركعة۔

(نیل الاوطارللشوکانی ج2ص514)

تنبیہ: یہ سند صحیح البخاری ج1ص312 پر موجود ہے۔

3: عن السائب بن يزيد قال...القيام على عهد عمر ثلاثة وعشرين ركعة۔

(مصنف عبدالرزاق ج4ص201،حدیث نمبر7763)

4: عن السائب بن يزيد قال: كنا نقوم في زمان عمر بن الخطاب بعشرين ركعة والوتر۔

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج2ص305 باب قیام رمضان رقم الحدیث 1365)

تصحیح روایت سائب بن یزید:

1: نیز امام نووی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔(مرقات ج2ص194)

2: علامہ نیموی نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے(التعلیق الحسن علی آثار السنن ص222)

3:حضرت محمد بن کعب القرظی:

قال محمد بن كعب القرظي كان الناس يصلون في زمان عمر بن الخطاب في رمضان عشرين ركعة۔

(قیام اللیل للمروزی ص157)

شبہ:

یہ روایت مرسل و منقطع ہے، کیونکہ محمد بن کعب القرظی کی حضرت عمر بن الخطاب سے ملاقات ثابت نہیں۔

جواب:

محمد بن کعب القرظی [م120ھ] خیر القرون کے ثقہ محدث ہیں۔

(تقریب التہذیب ص534)

اور خیر القرون کا انقطاع وارسال عند الاحناف صحت حدیث کے منافی نہیں۔ پس روایت صحیح و قابل استدلال ہے۔ واللہ اعلم

4:حضرت یزید بن رومان:

عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلث وعشرین رکعة۔
(موطا امام مالک ص98)

اس حدیث کی سند بخاری و مسلم کی شرط کے موافق ہے۔

شبہ:

بعض غیر مقلد شبہ کرتے ہیں کہ یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، اس لئے یہ سند منقطع ہے۔(تعداد رکعات قیام رمضا ن ص77)

جواب نمبر1:

یہ اثر موطا امام مالک (ص98) میں موجود ہے اور موطا امام مالک کے متعلق محدثین کی رائے یہ ہے:

قال الشافعی اصح الکتب بعد کتاب اللہ موطا مالك واتفق اهل الحدیث علی ان جمیع ما فیه صحیح علی رأی مالك ومن وافقه، واما علی رأی غیره فلیس فیه مرسل ولا منقطع الا قد اتصل السند به من طریق اخریٰ وقد صنف فی زمان مالك موطات کثیرة فی تخریج احادیثه ووصل منقطعة مثل کتاب ابن ابی ذئب وابن عیینه والثوری ومعمر۔
(حجۃ اللہ البالغہ ج ص)

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب موطا امام مالک ہے اور محدثین کا اتفاق ہے کہ اس میں جتنی روایتیں ہیں سب امام مالک اور ان کے موافقین کی رائے پر صحیح ہیں۔(اس لئے کہ وہ لوگ مرسل کو بھی صحیح ومقبول مانتے ہیں)اور دوسروں کی رائے پر اس میں کوئی مرسل یا منقطع ایسا نہیں ہے کہ دوسرے طرق سے اس کی سند متصل نہ ہو، اور امام مالک کے زمانے میں موطا کی حدیثوں کی تخریج کے لیے اور اس کے منقطع کو متصل ثابت کرنے کے لیے بہت سے موطا تصنیف ہوئے جیسے ابن ابی ذئب، ابن عیینہ، ثوری اور معمر کی کتابیں۔

پس لاعلم لوگوں کا اعتراض باطل ہے۔

جواب نمبر2:

یزید بن رومان م130ھ ثقہ راوی ہیں۔(تقریب التہذیب ص632)

اور خیر القرون کے ثقہ محدث ہیں اور جمہور محدثین خصوصاً احناف و موالک کے ہاں خیر القرون کا ارسال وانقطاع مضر صحت نہیں۔(قواعد فی علوم الحدیث للعثمانی ص138وغیرہ)

پس اعتراض باطل ہے۔

جواب نمبر3:

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

وقال الشافعی یقبل اذا اعتضد بمجیئه من وجه آخر یباین الطریق الاولیٰ مسنداً کان او مرسلاً۔(شرح نخبۃ الفکر ص)

اور یزید بن رومان کے اثر کو دیگر کئی مرسلوں سے تائید حاصل ہے (جن کا بیان آگے آرہا ہے) پس یہ اثر اب بالاتفاق مقبول ہے۔

5: حضرت یحیٰ بن سعید:

عن یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب امر رجلا یصلی بھم عشرین رکعۃ۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج2ص285)

شبہ:

بعض آل حدیث نے لکھا: یحی بن سعید نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں پایا، لہذا یہ روایت منقطع ہے۔(ملخصاً مقدار قیام رمضا ن ص76)

جواب:

امام یحی بن سعید م144ھ خیر القرون کے ثقہ ونیک محدث ہیں۔(تقریب التہذیب ص622)

اور پہلے وضاحت سے گزر چکا ہے کہ خیر القرون کا انقطاع وارسال عند الجمہور خصوصاً عند الاحناف صحت حدیث کے منافی نہیں۔ پس اثر صحیح ہے۔

6: :حضرت عبد العزیز بن رفیع

آپ رحمہ اللہ مشہور تابعی ہیں۔ حضرت انس، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور دیگر صحابہ کے شاگرد ہیں، صحاح ستہ کے راوی ہیں۔

(تہذیب التہذیب: ج4 ص189، 190)

آپ فرماتے ہیں:

كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2ص285 کم یصلی فی رمضا ن من رکعۃ)

اسنادہ صحیح ورواتہ ثقات

فائدہ: مشہور قول کے مطابق حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔

(تہذیب التہذیب: ج1 ص178)

گویا عبد العزیز بن رفیع نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی تراویح کو ذکر کیا ہے، اس لیے ہم ان کی روایت اس باب میں لائے ہیں۔

7: حضرت حسن بصری:

عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس علی ابی بن کعب فی قیام رمضان فکان یصلی بھم عشرین رکعۃ۔

(سنن ابی داؤد ج1ص211 باب القنوت فی الوتر)

اس روایت کے راوی ثقہ ہیں۔

شبہ:

بعض الناس نے لکھا: "عشرین رکعۃ" کے الفاظ دیوبندی تحریف ہے۔ محمود الحسن دیوبندی (1268۔1339) نے یہ تحریف کی ہے، "عشرین لیلۃ" بیس راتیں کی بجائے "عشرین رکعۃ" بیس رکعتیں کر دیا۔(آٹھ رکعت نماز تراویح ص9)

بعض نے یوں لکھا: یہ بات سفید جھوٹ ہے۔(مقدار رکعات قیام رمضا ن ص30)

جواب:

اولاً:۔۔۔۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ ایک غیر مقلد سلطان محمود جلالپوری کے جواب میں فرماتے ہیں:

" ابو داؤد کے دو نسخے ہیں، بعض نسخوں میں عشرین رکعۃ اور بعض میں عشرین لیلۃ ہے۔ جس طرح قرآن پاک کی دو قرأتیں ہوں تو دونوں کو ماننا چاہیے، ہم دونوں نسخوں کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن حیلہ بہانے سے انکار حدیث کے عادی سلطان محمود جلالپوری نے اس حدیث کا انکار کر دیا اور الٹا الزام علماء دیوبند پر لگا دیا۔"

(تجلیا ت صفدر ج3ص316)

ثانیاً:۔۔۔۔ جلیل القدر محدثین و محققین نے اس روایت کو نقل کیا اور "عشرین رکعۃ" ہی نقل کیا ہے، مثلاً:

1: علامہ ذہبی نے ابو داؤد کے حوالے سے "عشرین رکعۃ" نقل کیا۔

(سیر اعلام النبلاء ج3ص177،176 تحت ترجمہ ابی بن کعب رقم الترجمہ :223)

2: **علامہ ابن کثیر**۔(جامع المسانید والسنن ج1ص55)

3: **الشیخ محمد علی الصابونی**۔(الھدی النبوی الصحیح فی صلوۃ التراویح ص56)

4: **شیخ الہند مولانا محمود حسن**۔(سنن ابی داؤدبتحقیق شیخ الہند ج1ص211)

5: **نسخہ مطبوع عرب**۔(ص1429 بحوالہ تجلیا ت صفدر ج3ص316)

یہ 5 حوالہ جات لاعلم لوگوں کو چپ کرانے کے لیے کافی ہیں۔

فائدہ: حضرت عمر کے زمانے میں پڑھی جانے والی تراویح کے چھ راوی گزر چکے ہیں جو "عشرین رکعۃ" نقل کرتے ہیں، یہ زبردست تائید ہے کہ "عشرین رکعۃ" والا نسخہ ابی داؤد بھی صحیح وثابت ہے۔ والحمدللہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَكَانُوا يَقْرَءُونَ بِالْمِئِينِ، وَكَانُوا يَتَوَكَّئُونَ عَلَى عُصِيِّهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ.

(السنن الکبری للبیھقی ج2ص496 باب مَا رُوِىَ فِى عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِى شَهْرِ رَمَضَانَ)

اس روایت کی سند بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی تراویح بیس رکعت ہی پڑھی جاتی تھی۔ اس تراویح کو روایت کرنے والے تین حضرات ہیں۔ ان کی مرویات پیشِ خدمت ہیں:

1: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما:

حدثنی زید بن علی عن ابیہ عن جدہ عن علی انہ امر الذی یصلی بالناس صلاۃ القیام فی شہر رمضان ان یصلی بہم عشرین رکعۃ یسلم فی کل رکعتین ویراوح مابین کل اربع رکعات فیرجع ذوالحاجۃ ویتوضأ الرجل وان یوتر بہم من آخر اللیل حین الانصراف۔

(مسند الامام زیدص159،158)

اس روایت کی سارے راوی اہل بیت کے ہیں اور ثقہ ہیں۔

2:حضرت ابو عبد الرحمن السلمی:

عن ابی عبدالرحمن السلمی عن علی قال دعا القراء فی رمضان فأمر منہم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعۃ وکان علی یوتربہم۔
(السنن الکبری للبیہقی ج2ص496)

شبہ نمبر1:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس میں ایک راوی حماد بن شعیب ضعیف ہے۔

جواب:

اولاً:۔۔۔اگرچہ حماد بن شعیب کی بعض ائمہ نے تضعیف کی ہے لیکن دیگر ائمہ نے اس کی توثیق بھی کی ہے مثلاً:

1: امام ابن عدی فرماتے ہیں: یکتب حدیثہ مع ضعفہ(لسا ن المیزان ص)

یعنی اس کی حدیث اس کے ضعف کے باوجود لکھی جاسکتی ہے۔

اور ارشاد الحق اثری غیر مقلد کے نزدیک "یکتب حدیث" کا جملہ الفاظ تعدیل میں شمار ہوتا ہے۔(تو ضیح الکلام ج1ص547)

2: امام ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے۔(تہذیب الکمال ص)

3: علامہ ابن تیمیہ نے اسی حماد بن شعیب والی روایت سے استدلال کیا ہے۔
(منہا ج السنۃ ج2ص224)

4: امام بیہقی نے اس اثر علی کو اثر شتیر بن شکل کی قوت کے لیے روایت کیا ہے جو دلیل ہے کہ یہ امام بیہقی کے نزدیک قوی ہے۔
(سنن الکبریٰ ج2ص996)

5: علامہ ذہبی جیسے ناقد فن نے اس پر المنتقیٰ ص542 پر سکوت فرمایا ہے۔
(تجلیا ت صفدر ج3ص323)

6: امام ترمذی حضرت علی سے مروی اس بیس رکعت والی روایت کو صحیح مانتے ہیں جب ہی تو استدلال کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں: واکثر اہل العلم علی ما روی عن علی وعمر وغیرہما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ۔(سنن الترمذی ج1ص166)

لہذا اصولی طور پر حماد بن شعیب حسن الحدیث درجہ کا راوی ہے اور حدیث مقبول ہے۔

ثانیاً:۔۔۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور کی تراویح کے راوی حضرت حسین اور ابو الحسناء بھی ہیں۔ لہذا اس سند میں اگر ضعف ہو (جبکہ یہ حسن درجہ کی روایت ہے) تو ان مویدات کی وجہ سے ختم ہو جائے گا۔

شبہ نمبر2:

ایک غیر مقلد نے لکھا: "عطاء بن السائب" مختلط راوی ہے، حماد بن شعیب ان لوگوں میں سے نہیں جنہوں نے اس سے قبل الاختلاط سنا ہے۔

(آٹھ رکعت نماز ترا ویح ص13)

جواب:

اولاً:۔۔۔عطاء بن السائب اگر آخر عمر میں مختلط ہو گئے تھے لیکن اتنے بھی نہیں کہ ان کی احادیث ضعیف قرار دی جائیں بلکہ باجود اختلاط کے محدثین کے ہاں ان کی احادیث کم از کم "حسن" درجہ کی ضرور ہیں۔ مثلاً:

1: امام ہیثمی ایک روایت کے تحت لکھتے ہیں: "وفیه عطاء بن السائب وفیه کلام وھو حسن الحدیث" (مجمع الزوائد ص)

ترجمہ: اس مسئلہ میں عطاء بن السائب ہے اس میں کلام ہے لیکن ان کی حدیث حسن درجہ کی ہے۔

2: علامہ ذہبی: تابعی مشھور حسن الحدیث (المغنی فی الضعفاء ج ص)

ترجمہ: یہ مشہور تابعی ہیں اور ان کی حدیث حسن درجہ کی ہوتی ہے۔

3: امام حاکم عطاء بن السائب کی ایک روایت جسے جریر بن عبد الحمید نے روایت کیا ہے، کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: صحیح الاسناد (المستدرک للحاکم ج ص)

حالانکہ جریر کا سماع بعد الاختلاط کا ہے۔ (تدریب الراوی)

معلوم ہوا آپ اختلاط کے باوجود "حسن الحدیث" ہیں۔

4: حافظ ابن حجر: وکان اختلط بآخرہ ولم یفحش حتی یستحق ان یعتدل بہ عن مسلك العدول۔ (تہذیب التہذیب ج ص)

ترجمہ: عطاء بن السائب آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے لیکن اتنے فاحش اور زیادہ مختلط بھی نہیں ہوئے کہ وہ اختلاط کی وجہ سے عادل (وثقہ) ہیں راویوں کی راہ سے تجاوز کر جائیں۔

5: امام مسلم: انہوں نے عطاء بن السائب کو مقدمہ مسلم میں قابل اعتماد اور طبقہ ثانیہ کا راوی شمار کیا ہے جن سے صحیح مسلم میں روایت لی ہے۔ (مقدمہ مسلم ص:3)

لہذا یہ حسن الحدیث راوی ہے اور روایت حسن درجہ کی ہے۔

ثانیاً:۔۔۔اس روایت کی مؤید دیگر روایات بھی ہیں جن میں حضرت حسین اور حضرت ابو الحسناء کے طریق ہیں۔ پس یہ روایت مؤیدات کی وجہ سے حجت و قابل اعتماد ہے۔

3: حضرت ابو الحسناء:

عَنِ أَبِي الْحَسْنَاءِ: أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَ رَجُلاً يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج2ص285، السنن الکبری ج2ص497)

اسنادہ حسن. اس روایت کی سند حسن درجہ کی ہے۔

فائدہ: اس روایت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے "حکم" دینے کا ذکر ہے۔

شبہ:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ابو الحسناء مجہول ہے، لہذا روایت ضعیف ہے۔

جواب:

اولاً:۔۔۔ عند الاحناف خیر القرون کی جہالت، تدلیس اور ارسال جرح ہی نہیں اور شوافع کے ہاں متابعت سے یہ جرح ختم ہو گئی کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت تراویح روایت کرنے میں ابو الحسناء اکیلے نہیں بلکہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور امام ابو عبد الرحمن سلمی بھی یہی روایت کرتے ہیں۔ (تجلیات صفدر ج3ص328)

ثانیاً:۔۔۔ابو الحسناء سے دو راوی یہ روایت نقل کر رہے ہیں:

1: عمرو بن قیس۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج2ص285)

2: ابو سعید البقال۔(السنن الکبریٰ للبیہقی ج2ص497)

اور یہ دونوں بالترتیب ثقہ اور صدوق ہیں۔(تقریب التہذیب ص456وص299)

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں؛ من روی عنه اکثر من واحد ولم یوثق الیه الاشارة بلفظ مستور او مجهول الحال ۔(تقریب التہذیب ص)

ترجمہ: جس راوی سے ایک سے زائد راوی روایت کریں اور اس کی توثیق کی گئی ہو تو اس کی طرف لفظ مستور یا مجہول الحال سے اشارہ کیا جاتا ہے۔

یہاں ابو الحسناء سے بھی دو راوی یہ روایت کر رہے ہیں۔ لہٰذا اصولی طور پر یہ مجہول نہیں بلکہ مستور راوی بنتا ہے۔ غیر مقلدین کا اسے مجہول العین کہہ کر روایت رد کرنا شرمناک ہے۔

الحاصل ابو الحسناء مستور راوی ٹھہرتا ہے اور محدثین کے ہاں قاعدہ ہے کہ مستور کی متابعت کوئی دوسرا راوی کرے جو مرتبہ میں اس سے بہتر یا برابر ہو تو اس کی روایت حسن ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: "ومتی توبع السئی الحفظ بمعتبر کان یکون فوقه او مثله لا دونه وکذا المختلط الذی لا یتمیزوا المستور والاسناد المرسل وکذا المدلس صار حدیثهم حسنا لا لذاته بل وصفه باعتبار المجموع"

(شرح نخبۃ الفکر ص)

ترجمہ: جب سئی الحفظ راوی کی متابعت کسی معتبر راوی سے ہو جائے جو مرتبہ میں اس سے بہتر یا برابر ہو کم نہ ہو۔ اسی طرح مختلط راوی جس کی روایت میں تمیز نہ ہو سکے اور اسی طرح مستور، مرسل اور مدلس کوئی تائید کر دے تو ان سب کی روایات حسن ہو جائیں گی اپنی ذات کی وجہ سے بلکہ مجموعی حیثیت کے اعتبار سے۔

ابو الحسناء کی متابعت ابو عبد الرحمن نے کی ہے۔

(السنن الکبری للبیہقی ج2ص496)

اور یہ ابو الحسناء سے بڑھ کر ثقہ راوی ہے۔ اس لئے ابو الحسناء کی یہ روایت جمہور کے نزدیک بھی مقبول ہے۔

دیگر صحابہ و تابعین:

1: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

کان ابن مسعود رضی الله عنه یصلی بنا فی شهر رمضان فینصرف وعلیه لیل قال الاعمش کان یصلی عشرین رکعة ویوتر بثلاث۔

(قیام اللیل للمروزی ص157)

فائدہ: اس روایت کی مکمل سند عمدۃ القاری شرح البخاری للعلامۃ العینی میں ہے جو کہ یہ ہے:

رواه محمد بن نصر المروزی قال أخبرنا یحیی بن یحیی أخبرنا حفص بن غیاث عن الأعمش عن زید بن وهب قال کان عبد الله بن مسعود

(عمدۃالقاری ج8 ص 246 باب فضل من قام رمضان)

2: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

حضرت عبد العزیز بن رفیع رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

کان ابی بن کعب یصلی بالناس فی رمضان بالمدینۃ عشرین رکعۃ ویوتر بثلاث۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2ص285 کم یصلی فی رمضا ن من رکعۃ

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ:

آپ فرماتے ہیں:

ادرکت الناس وھم یصلون ثلاثاً وعشرین رکعۃ بالوتر۔

اسنادہ صحیح علی شرط البخاری و مسلم

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2ص285)

امام ابراہیم النخعی:

آپ فرماتے ہیں:

ان الناس کانوا یصلون خمس ترویحات فی رمضان

اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین

(کتاب الآثار بروایہ ابی یوسف ص41 باب السہو)

سیدنا شتیر بن شکل:

آپ کے بارے میں روایت ہے کہ:

عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

اسنادہ حسن و رواتہ ثقات

(مُصنف ابن أبي شيبة ج2ص 285باب كم يصلي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ.)

سیدنا ابوالبختری :

آپ کے بارے میں روایت ہے

عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ فِي رَمَضَانَ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ

.اسنادہ حسن و رواتہ ثقات

(مُصنف ابن أبي شيبة ج2ص 285باب كم يصلي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ.)

سیدنا سوید بن غفلہ:

آپ کے بارے میں روایت ہے:

وَأَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو الْخَصِيبِ قَالَ: كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(السنن الکبری للبیہقی ج2ص496 باب مَا رُوِىَ فِى عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِى شَهْرِ رَمَضَانَ.)

سیدنا ابن ابی ملیکہ:

آپ کے متعلق نافع بن عمر کہتے ہیں:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يُصَلِّي بِنَا فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً

اسنادہ صحیح علی شرط البخاری و مسلم

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2ص285باب کم یصلي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ.)

سیدنا سعید بن جبیر:

آپ کے بارے میں اسماعیل بن عبد المالک فرماتے ہیں:

عن إسماعيل بن عبد الملك قال كان سعيد بن جبير يؤمنا فى شهر رمضان فكان يقرأ بالقراءتين جميعا يقرأ ليلة بقراءة بن مسعود فكان يصلى خمس ترويحات

(مصنف عبدالرزاق ج4ص204باب قيام رمضان)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ رمضان کے مہینے میں ہماری امامت کرواتے تھے آپ دونوں قراء تیں پڑھتے تھے ایک رات ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت (اور دوسری رات حضرت عثمان کی قرأت) آپ رحمہ اللہ پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعت) پڑھتے تھے۔

سیدنا علی بن ربیعہ:

آپ کے بارے حضرت سعید بن عبید رحمہ اللہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلاَثٍ.

اسنادہ حسن و رواتہ ثقات

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2ص285 باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

سیدنا حارث:

عَنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلاَثٍ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2ص285 باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

جمہور علماء کا موقف اور اجماع امت:

(1)۔۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں:

اجمع الصحابه على ان التراويح عشرون ركعة۔

(المرقات ج3ص194)

نیز شرح نقایہ میں لکھتے ہیں:

فصار اجماعا لما روى البيهقى بأسناد صحيح انهم كانو يقيمون على عهد عشرين ركعة وعلى عهد عثمان وعلى رضى الله عنه۔

(ج1ص241)

(2)۔۔

وبالاجماع الذى وقع فى زمن عمر اخذ ابو حنيفه والنووى والشافعى واحمد والجمهور واختاره ابن عبد البر۔

(اتحاف سادۃ المتقین ج3ص422بحوالہ تجلیات صفدرج3ص328)

(3)۔۔ امام ترمذی فرماتے ہیں:

واكثر اهل العلم على ما روى عن على وعمر وغيرهما من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم عشرين ركعة۔

(سنن الترمذی ج1ص166)

(4)۔۔ مشہور فقیہ، ملک العلماء علامہ ابو بکر الکاسانی رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب بدائع الصنائع میں اس اجماع کا تذکرہ ان الفاظ سے کرتے ہیں:

والصحيح قول العامة لما روى ان عمر رضى الله عنه جمع ابى بن كعب فصيلى بهم فى كل ليلة عشرين ركعة ولمينكر عليه احد فيكون اجماعا منهم على ذلك۔

(بدائع الصنائع ج1ص644)

(5)۔۔مشہور محدث علامہ ابوزکریا یحیی بن شرف نووی مشقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اعلم ان صلاۃ التراویح سنۃ باتفاق العلماء وھی عشرون رکعۃ۔ (کتاب الاذکار ص226)

(6)۔۔علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وھو قول جمھور العلماء وبہ قال الکوفیون والشافعی واکثر الفقھاء وھو الصحیح عن ابی بن کعب من غیر خلاف من الصحابۃ۔
(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج8ص246)

(7)۔۔خاتمہ المحققین وسیع النظر عالم علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(وھی عشرون رکعتہ)ھو قول الجمھور وعلیہ عمل الناس شرقا وغربا۔

(رد مختار، لابن عابدین شامی ج2ص495)

(8)۔۔استاذ المحدثین فقیہ النفس، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ اپنے رسالہ الحق الصریح میں فرماتے ہیں:

الحاصل ثبوت بست رکعت باجماع صحابہ رضی اللہ عنہ در آخر زمان عمر رضی اللہ عنہ ثابت شد پس سنت باشد و کسیکہ از سنت آہ انکار دار وخطاست۔(الحق الصریح ص14)

خلاصہ یہ کہ بیس رکعات کا ثبوت اجماع صحابہ سے آخر عہد فاروقی میں ثابت شدہ ہے لہذا یہی سنت ہے اور جو شخص اس کے سنت ہونے کا انکار کرے وہ غلطی پر ہے۔

بلاد اسلامیہ میں تعداد تراویح:

اہل مکہ:

1:امام دار الہجرۃ امام مالک بن انس فرماتے ہیں:

وبمکۃ بثلاث وعشرین (نیل الاوطار ج1ص514)

2:امام عطاء بن ابی رباح مشہور تابعی ہیں۔ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر وغیرہ جلیل القدر صحابہ کے شاگرد ہیں دوسو صحابہ کرام کی زیارت کی ہے(تہذیب ج4ص488)

آپ مکی ہیں اپنے شہر میں پڑھی جانے والی تراویح کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:ادرکت الناس وھم یصلون ثلاث وعشرین رکعۃ بالوتر

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2ص285 باب کم یصلي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ.)

میں نے لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے پایا ہے۔

3:مشہور امام فقیہ محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں:ھکذا ادرکت ببلدنا بمکۃ یصلون عشرین رکعۃ(جامع ترمذی ج1ص166)

اہل مدینہ:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ خلافت راشدہ کے دار الخلافہ کی حیثیت سے عہد فاروقی میں تراویح کو اجتماعی شکل دینے کا آغاز مدینہ منورہ سے ہوا جیسا کہ ماقبل میں باتفصیل گزرا کہ دور صدیقی وعثانی میں مدینہ منورہ میں بیس رکعت ہی پڑھی جاتی رہی۔

1:حضرت ابن ابی ملیکہ مشہور تابعی ہیں تیس صحابہ کرام کی زیارت کی ہے آپ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں(تہذیب ج3ص559)

آپ کے متعلق نافع بن عمر فرماتے ہیں:

کان ابن ابی ملیکه یصلی بنا فی رمضان عشرین رکعة.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2ص285 باب کم یصلي في رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

حضرت ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

2: حضرت داؤد بن قیس رحمہ اللہ جو مدینہ کے رہنے والے تھے مشہور محدث وحافظ تھے، فرماتے ہیں:

ادرکت الناس بالمدینة فی زمن عمر بن عبدالعزیز وابان بن عثمان یصلون ستا وثلاثین رکعة ویوترون بثلاث

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2ص285 باب کم یصلي في رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ.)

میں نے مدینہ میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اورابان بن عثمان کے دور میں لوگوں کو چھتیس رکعت (تراویح) اور تین رکعت وتر پڑھتے پایاہے۔

36 رکعات تراویح کیسے بنی؟ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

تشبیها بأهل مکة حیث کانوا یطوفون بین کل ترویحتین طوافا ویصلون رکعتیه ولایطوفون بعدالخامسة فاراد اهل المدینة مساواتهم فجعلوا مکان کل طواف اربع رکعات ،(الحاوی للفتاوی ج1ص336)

ترجمہ: اہل مدینہ نے اہل مکہ کی مشابہت کے لیے 36 رکعات اختیار کرلیں کیونکہ اہل مکہ چار رکعت کے بعد طواف کعبہ کرلیتے تھے اور پانچویں ترویحہ کے بعد وہ طواف نہیں کرتے تھے۔ پس اہل مدینہ طواف کی جگہ پر 4 رکعات کے بعد 4 رکعات نفل پڑھ لیتے تھے۔

گویاان کی اضافی رکعات تراویح کا حصہ نہ تھیں بلکہ درمیان کی نفلی عبادت میں شامل تھیں۔ تراویح فقط بیس رکعات تھیں۔

اہل کوفہ:

کوفہ ایک اسلامی شہر ہے جو عہد فاروقی میں 17ھ میں بحکم امیر المومنین تعمیر کیا گیا حضرت عبداللہ بن مسعود جیسے عظیم المرتبت صحابی کو تعلیم وتدریس کے لیے کوفہ شہر بھیجا گیا۔ حضرت علی نے اسے دارالخلافہ بنایا ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اس شہر میں چار ہزار حدیث کے طلبہ اور چار سو فقہاء موجود تھے امام بخاری فرماتے کہ میں شمار نہیں کرسکتا کہ کوفہ طلب حدیث کے لیے کتنی مرتبہ گیاہوں (مقدمہ نصب الرایۃ للکوثری ملخصًا)

1: کوفہ کے مشہور فقیہ، مفتی اہل کوفہ حضرت ابراہیم بن یزید نخعی فرماتے ہیں:

الناس کانوا یصلون خمس ترویحات فی رمضان(کتاب الاثار ص41)

2: مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر جنہوں حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر وغیرہ جیسے القدر صحابہ سے علم حاصل کیا کوفہ ہی میں شہید کیے گئے، آپ کے بارے میں منقول ہے:

عن إسماعیل بن عبد الملك قال کان سعید بن جبیر یؤمنا فی شهر رمضان فکان یقرأ بالقراءتین جمیعا یقرأ لیلة بقراءة بن مسعود فکان یصلی خمس ترویحات

(مصنف عبدالرزاق ج4ص204باب قیام رمضان)

3: حضرت شتیر بن شکل، حضرت علی کے شاگرد تھے کوفہ میں رہائش پذیر تھے آپ کے بارے میں روایت ہے کہ:

عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

اسنادہ حسن و رواتہ ثقات

(مُصنف ابن أبي شيبة ج2ص 285باب كم يصلي في رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ.)

4:حضرت حارث ہمدانی، حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کے شاگرد تھے، 65ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ آپ کے بارے میں روایت ہے کہ: عَنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلاَثٍ

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج2ص285 باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

5:مشہور تابعی امام سفیان ثوری کوفہ کے رہنے والے تھے 161ھ میں وفات پائی آپ بھی بیس رکعات تراویح کے قائل تھے،

قال الترمذی رحمہ اللہ: روی عن عمر و علی وغیرھما من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ وھو قول الثوری

(سنن الترمذی ج1ص166 باب ما جاء في قيام شهر رمضان)

اہل بصرہ:

حضرت یونس بن عبید جو حضرت حسن بصری اور امام ابن سیرین کے شاگرد اور سفیان ثوری و شعبہ کے استاد ہیں فرماتے ہیں کہ:

ادرکت مسجد الجامع قبل فتنۃ ابن الاشعث یصلی بھم عبد الرحمن بن ابی بکر وسعید بن ابی الحسن وعمران العبدی کانوا یصلون خمس تراویح

(قیام اللیل للمروزی ص158)

ترجمہ: میں نے ابن الاشعث کے فتنہ سے پہلے جامع مسجد بصرہ میں دیکھا کہ حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرہ، حضرت سعید بن ابی الحسن اور حضرت عمران عبدی رحمہ اللہ لوگوں کو پانچ ترویحے (بیس رکعت) پڑھاتے تھے۔

ابن الاشعث کا فتنہ 83ھ میں پیدا البصرہ میں برپا ہوا تھا گویا کہ 83ھ تک بصرہ میں بھی 20 رکعات تراویح کا ہی رواج تھا۔

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اور بیس رکعات تراویح:

ائمہ بیس رکعات کے قائل تھے اور تفصیل پیش خدمت ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ:

امام اعظم فی الفقہاء امام ابو حنیفہ اور آپ کے تمام مقلدین بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔

1: علامہ ابن رشد اپنی مشہور کتاب بدایۃ المجتہد میں لکھتے ہیں:

فاختار ...ابو حنیفۃ... القیام بعشرین رکعۃ سوی الوتر ۔(ج1ص214)

2:امام فخر الدین قاضی خان حنفی اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں:

عن ابی حنیفۃ قال القیام فی شھر رمضان سنۃ.....کل لیلۃ سوی الوتر عشرین رکعۃ خمس ترویحات (فتاوی قاضی خان ج1ص112)

3: علامہ ابن عابدین شامی جو فقہ حنفی کے عظیم محقق ہیں، فرماتے ہیں:

(قولہ وعشرون رکعۃ) وھو قول الجمھور وعلیہ عمل الناس شرقا وغربا

(رد المحتار ج2ص495)

امام مالک بن انس رحمہ اللہ:

امام مالک نے ایک قول کے مطابق بیس رکعت تراوین کو مستحسن کہا ہے چنانچہ علامہ ابن رشد فرماتے ہیں:

واختار مالک فی احد قولیه ....القیام بعشرین رکعة(بدایہ المجتہد ج1ص214)

دوسرا قول چھتیس رکعت کا ہے جن میں بیس رکعت تراویح اور سولہ نفل تھیں تفصیل گزر چکی ہے۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ:

ائمہ اربعہ میں سے مشہور امام ہیں، آپ فرماتے ہیں:

احب الی عشرون ....و کذالك یقومون بمکة(قیام اللیل ص159)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: وھکذا ادرکت ببلدنا بمکة یصلون عشرین رکعة (الترمذی ج1ص166 باب ما جاء فی قیام شهر رمضان)

مشہور شافعی عالم محقق العصر امام النووی دمشقی فرماتے ہیں:

اعلم ان صلوۃ التراویح سنة باتفاق العلماء وھی عشرون رکعة۔

(کتاب الاذکار ص226)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

آپ مجتہد اور بہت بڑے محدث تھے۔ بیس رکعت تراویح کے قائل تھے۔ چنانچہ فقہ حنبلی کے ممتاز ترجمان امام ابن قدامہ لکھتے ہیں:

والمختار عند ابی عبداللہ (احمد بن حنبل)فیها عشرون رکعة وبھذا قال الثوری وابو حنیفه والشافعی (المغنی ج1ص802)

مشائخ کرام اور بیس رکعت تراویح:

امت مسلمہ میں جو مشائخ کرام گزرے ہیں ان کا عمل واخلاق حسن کردار اس امت کے لیے قابل اتباع ہے ان کی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو وہ بھی بیس رکعت پر عمل پیرا نظر آتے ہیں جو یقیناً رشد وہدایت کی دلیل ہے چند مشہور مشائخ کی تصریحات پیش خدمت ہیں۔

1: شیخ ابو حامد محمد غزالی م505ھ:

التراویح وھی عشرون رکعة و کیفیتها مشهورة وھی سنة مو کدۃ

(احیاء العلوم ج1ص123)

2: شیخ عبد القادر جیلانی م561ھ:

آپ اپنی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین میں تراویح سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

صلوۃ التراویح سنة النبی وھی عشرون رکعة،(ص267،268)

3: شیخ امام عبد الوہاب شعرانی م973ھ:

آپ مشہور محدث، فقیہ اور سلسلہ تصوف میں ایک خاص مقام کے مالک تھے اپنی مشہور زمانہ کتاب المیزان الکبری میں تحریر فرماتے ہیں:

التراویح فی شهر رمضان عشرون رکعة (ص153)

حرمین شریفین اور بیس رکعات تراویح:

اسلام کے دو مقدس حرم، حرم مکہ وحرم مدینہ میں چودہ سوسال سے بیس رکعت سے کم تراویح پڑھنا ثابت نہیں بلکہ بیس رکعت ہی

متوارث و متواتر عمل رہا ہے۔ چنانچہ مسجد نبوی کے مشہور مدرس اور مدینہ منورہ کے سابق قاضی شیخ عطیہ سالم نے مسجد نبوی میں نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر "التراویح اکثر من الف عام" کے نام سے ایک مستقل کتاب تالیف فرما کر ثابت کیا ہے کہ چودہ سو سالہ مدت میں بیس رکعت متواتر عمل ہے اس سے کم ثابت نہیں۔ جامعہ ام القری مکہ مکرمہ کی طرف سے کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیۃ مکہ مکرمہ کے استاد شیخ محمد علی صابونی کا ایک رسالہ الھدی النبوی الصحیح فی صلوۃ التراویح کے نام سے شائع کیا گیا ہے جس میں شیخ صابونی نے عہد خلافت راشدہ سے لے کر عہد حکومت سعودیہ تک مکہ مکرمہ و مسجد حرام میں ہمیشہ بیس رکعات تراویح پڑھے جانے کا ثبوت دیا ہے۔

غیر مقلدین کے شبہات

نمبر1:

غیر مقلدین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو بڑے زور و شور سے پیش کرتے ہیں کہ اس سے آٹھ رکعت تراویح ثابت ہے۔ روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سلمہ بن عبد الرحمن نے ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

"ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعا فلاتسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی اربعا فلاتسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلاثا"

(صحیح بخاری)

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھے، پس کچھ نہ پوچھو کتنی حسین و لمبی ہوتی تھیں، اس کے بعد پھر چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کتنی حسین اور لمبی ہوتی تھیں، پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

جواب نمبر1:

اس روایت سے آٹھ رکعت تراویح پر استدلال باطل ہے، اس لیے کہ:

1: اس میں "رمضان و غیر رمضان" میں ہمیشہ گیارہ رکعت پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے، غیر رمضان میں نہیں۔ حدیث کے جملہ "ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ" سے یہی بات سمجھ میں آ رہی ہے۔

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس سے وہ نماز مراد ہے جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں پڑھی جاتی ہے اور وہ نمازِ تہجد ہے [وضاحت آگے آ رہی ہے]

2: اس حدیث میں گیارہ رکعت تنہا پڑھنے کا ذکر ہے نہ کہ جماعت کے ساتھ اور تراویح جماعت سے پڑھی جاتی ہے۔

3: اس میں ایک سلام سے چار رکعت کا ذکر ہے جبکہ تراویح ایک سلام سے دو دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔

جواب نمبر2:

محدثین کے نزدیک بھی یہ حدیث تراویح کے متعلق نہیں۔ کیونکہ عام طور پر حضرات محدثین کا طرز یہ ہے کہ تہجد کے لیے "باب قیام اللیل" اور تراویح کے لیے "باب قیام رمضان" قائم کرتے ہیں۔ مثلاً۔۔۔

نام کتاب	باب تہجد	باب تراویح

صحیح بخاری	باب فضل قیام اللیل	باب فضل من قام رمضان
صحیح مسلم	باب صلوۃ اللیل	باب الترغیب فی قیام رمضان وھوالتراویح
سنن ابی داؤد	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شہر رمضان
سنن ترمذی	باب فی فضل صلوۃ اللیل	باب ماجاء فی قیام شہر رمضان
سنن نسائی	کتاب قیام اللیل	ثواب من قام وصام
سنن ابن ماجہ	باب ماجاء فی قیام اللیل	باب ماجاء فی قیام شہر رمضان
موطاامام مالک	باب فی صلوۃ اللیل	باب فی قیام رمضان
موطاامام محمد	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شہر رمضان
مشکوۃ شریف	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شہر رمضان
ریاض الصالحین	باب فضل قیام اللیل	باب استحباب قیام رمضان وھوالتراویح
صحیح ابن حبان	فصل قیام اللیل	فصل فی التراویح
مجمع الزوائد	باب فی صلوۃ اللیل	قیام رمضان
سنن کبری للبیہقی	باب فی صلوۃ اللیل	باب فی قیام شہر رمضان
جمع الفوائد	صلوۃ اللیل	قیام رمضان والتراویح وغیر ذالک
قیام اللیل للمروزی	باب فی صلوۃ اللیل	قیام رمضان
بلوغ المرام	صلوۃ التطوع	قیام رمضان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایت کو محدثین نے باب صلوۃ اللیل (یعنی تہجد کے باب) میں ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً

صحیح البخاری۔۔۔ج 1 ص 154 کتاب التہجد

صحیح مسلم۔۔۔ ج 1 ص 254 باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل

سنن ابی داؤد۔۔۔ج 1 ص 189 باب صلاۃ اللیل

سنن الترمذی۔۔۔ج 1 ص 98 باب صلاۃ اللیل

موطاامام مالک۔۔۔ص 99 باب فی صلوۃ اللیل

سنن النسائی۔۔۔ج 1 ص 237 کتاب قیام اللیل

زادالمعاد لابن القیم۔۔۔ص 125 قیام اللیل

حضرات محدثین کا اس حدیث کو قیام اللیل (یعنی تہجد کے باب) میں ذکر کرنا دلیل ہے کہ یہ تہجد سے متعلق ہے نہ کہ تراویح کے متعلق۔

جواب نمبر 2 پر اعتراض:

اس روایت کو امام بخاری "باب فضل من قام رمضان" اور امام محمد "باب قیام شہر رمضان" میں بھی لائے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ تراویح کے

متعلق ہے۔

جواب:

امام بخاری اور امام محمد اس روایت کو تہجد اور قیام رمضان وغیرہ میں لائے تا کہ ثابت کریں کہ تہجد جس طرح غیر رمضان میں پڑھی جاتی ہے اسی طرح رمضان میں بھی پڑھی جاتی ہے۔

فائدہ: غیر مقلدین کا خود بھی اس روایت پر عمل نہیں، اس لیے کہ اس روایت میں رمضان اور غیر رمضان میں تین رکعات وتر کا ذکر ہے لیکن غیر مقلدین ایک وتر پڑھ کر گھر کی راہ لیتے ہیں۔ع

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

نمبر2:

غیر مقلدین آٹھ رکعت تراویح پر یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں:

عن جابر بن عبداللہ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شھر رمضان ثمان رکعات واوتر ،فلما کانت القابلۃ اجتمعنا فی المسجد ورجونا ان یخرج ،فلم نزل فیه حتی اصبحنا ثم دخلنا،فقلنا یا رسول اللہ اجتمعنا البارحۃ فی المسجد ورجونا ان تصلی بنا فقال انی خشیت ان یکتب علیکم

(المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان کی ایک رات میں آٹھ رکعتیں اور تین وتر پڑھائے۔ جب دوسری رات ہوئی تو ہم مسجد میں جمع ہو گئے۔ ہم اس امید میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے، ہم اسی انتظار میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم رات کو اس امید پر جمع ہوئے تھے کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس بات کا خوف تھا کہ یہ نماز تم پر کہیں فرض نہ ہو جائے۔[اس لیے نہیں پڑھائی]

یہی روایت صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، اور قیام اللیل للمروزی میں بھی موجود ہے۔

جواب:

مذکورہ کتب میں یہ روایت دو سندوں سے آتی ہے۔

1: اسحاق – ابو الربیع – یعقوب قمی – عیسی بن جاریۃ – جابر بن عبد اللہ

2: محمد بن حمید الرازی – یعقوب قمی – عیسی بن جاریۃ – جابر بن عبد اللہ

ان دونوں طریق میں درج ذیل رواۃ ضعیف و مجروح ہیں۔

عیسی بن جاریہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ سے نقل کرنے والے صرف ایک راوی ہیں عیسی بن جاریہ، انہی پر اس روایت کا مدار ہے، ابن خزیمہ کے حاشیہ پر اس کے بارے میں لکھا ہے: عیسی بن جاریہ فیہ لین (صحیح ابن خزیمۃ ج1ص531)

ترجمہ: عیسیٰ بن جاریہ میں کمزوری ہے۔

دیگر محدثین نے بھی اس پر جروح کی ہیں:

1:امام یحیٰ بن معین:لیس بذاك عنده مناکیر[یہ شخص قوی نہیں نیز اس کے پاس منکر روایات پائی جاتی ہے]

2:امام نسائی:منکر الحدیث[اس کی حدیث میں نکارت پائی جاتی ہے]

3:امام ابوداؤد:منکر الحدیث[اس کی حدیث میں نکارت پائی جاتی ہے]

4:امام نسائی:متروك الحدیث[اس کی روایات کو محدثین نے ترک کر دیا ہے]

5:امام ابن عدی:احادیثه غیر محفوظة[اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں]

6:امام ساجی: ضعفاء میں شمار کیا۔

7:امام عقیلی: ضعفاء میں شمار کیا۔

(میزان الاعتدال ج3 ص312، تہذیب التہذیب ج5ص193،192)

یعقوب قمی:

یہ راوی دونوں سندوں میں موجود ہے۔ اس کا نام یعقوب بن عبد اللہ القمی ہے۔ یہ بھی مجروح راوی ہے۔ امام دار قطنی فرماتے ہیں:لیس بالقوی۔

(میزان الاعتدال ج5ص178)

یہ حدیث میں قوی نہیں ہے۔

پس یہ روایت ضعیف، متروک اور صحیح روایات کے مقابلے میں ناقابل حجت ہے۔

نمبر3:

حدثنا عبد الاعلی حدثنا یعقوب عن عیسی بن جاریة حدثنا جابر بن عبد اللہ قال جاء ابی ابن کعب الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقال یارسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان کان منی اللیلة شئی یعنی فی رمضان قال وما ذاك یا ابی قال: نسوة فی داری قلن انا لا نقرأ القرآن فنصلی بصلاتك قال فصلیت بهن ثمان رکعات ثم اوترت قال فکان شبه الرضاء ولم یقل شیئا۔

(مسند ابی یعلی)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! آج رات میرے ساتھ ایک بات پیش آئی یعنی رمضان میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابی! وہ کیا بات ہے؟، حضرت ابی نے کہا: میرے گھر میں عورتیں تھیں، انہوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتیں، اس لیے ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گی، پس میں نے انہیں آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے۔ تو یہ رضاء کی مثل ہوئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا۔

جواب نمبر1:

اس سند میں وہی عیسی بن جاریہ اور یعقوب القمی موجود ہیں، جو سخت مجروح اور ضعیف ہیں۔ ان پر جرح ہم ماقبل میں ذکر کر آئے ہیں۔

لہذا یہ روایت سخت ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔

جواب نمبر2:

اس روایت کے تمام طرق جمع کریں تو کئی قرائن ملتے ہیں کہ اس روایت میں اضطراب ہے۔

1: یہ روایت تین کتابوں میں ہے۔ مسند احمد میں سرے سے "رمضان" کا لفظ ہی نہیں، مسند ابی یعلی میں "یعنی رمضان" کا لفظ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فہم راوی ہے نہ کہ روایت، قیام اللیل مروزی میں "فی رمضان" کا لفظ ہے جو یقیناً کسی تحتانی راوی کا ادراج ہے۔ جب اس روایت میں "فی رمضان" کا لفظ ہی مدرج ہے تو اسے تراویح سے کیا تعلق رہا؟

2: مسند ابی یعلی اور قیام اللیل للمروزی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ خود حضرت ابی بن کعب کا ہے جبکہ مسند احمد کی روایت میں الفاظ ہیں: عن جابر عن ابی بن کعب قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ۔ [حضرت جابر حضرت ابی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ کسی اور کا ہے، حضرت ابی بن کعب کا نہیں۔

3:۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آٹھ رکعت پڑھنے والا یہ کہتا ہے: "انہ کان منی اللیلۃ شئی" [رات مجھ سے یہ کام سرزد ہوگیا] اور "عملت اللیلۃ عملاً" [میں نے آج رات ایسا عمل کیا]۔ معلوم ہوا کہ اس نے اسی رات آٹھ پڑھیں تھیں اس سے پہلے معمول آٹھ کا نہیں تھا، اس لئے تو اس نے کہا کہ میں نے یہ انوکھا کام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے کہ جب یہ خود اس کام کو انوکھا سمجھ رہا ہے تو خواہ مخواہ اس کی تردید کیوں کی جائے۔

نمبر4:

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں۔

(موطا امام مالک)

جواب 1:

یہاں چند امور قابل غور ہیں۔

امر اول: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی تراویح کے ناقل یہ راوی ہیں:

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	السائب بن یزید	تفصیل آگے	----
2	یزید بن رومان	23[مع الوتر]	موطا امام مالک
3	عبد العزیز بن رفیع	20	مصنف ابن ابی شیبہ
4	ابی بن کعب	20	مسند احمد بن منیع
5	یحیی بن سعید	20	مصنف ابن ابی شیبہ
6	محمد بن کعب القرظی	20	قیام اللیل للمروزی
7	حسن بصری	20	سنن ابی داؤد

یہ تمام رواۃ بیس رکعت تراویح ہی روایت کرتے ہیں، رہے سائب بن یزید تو ان کی روایت کی تفصیل درج ذیل ہے:

سائب بن یزید کے تین شاگرد ہیں:

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	یزید بن خصیفہ	20	السنن الکبریٰ
2	حارث بن عبد الرحمن ابی ذباب	23[مع الوتر]	مصنف عبد الرزاق
3	محمد بن یوسف	تفصیل آگے	---

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سائب بن یزید کے تین شاگردوں میں سے یزید بن خصیفہ بیس اور حارث بن عبد الرحمن ابی ذباب تیئس [مع الوتر] نقل کرتے ہیں، البتہ محمد بن یوسف نے دو باتوں میں اختلاف کیا ہے۔

1: یزید بن خصیفہ اور حارث بن عبد الرحمن ابی ذباب قاریوں کی تعداد نہیں بتاتے لیکن محمد بن یوسف نے بتائی ہے کہ دو تھے؛ ابی بن کعب اور تمیم داری۔

2: اول الذکر دو راوی تراویح بیس ہی نقل کرتے ہیں لیکن اس نے تراویح کی تعداد گیارہ، تیرہ اور اکیس نقل کی۔

محمد بن یوسف کے شاگردوں کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	امام مالک	11	موطا امام مالک
2	یحیی بن سعید القطان	11	مصنف ابن ابی شیبہ
3	عبد العزیز بن محمد الدَّرَاوَرْدِی	11	سعید بن ابی منصور
4	محمد بن اسحاق	13	قیام اللیل للمروزی
5	داؤد بن قیس وغیرہ	21	مصنف عبد الرزاق

اس سے واضح ہوتا ہے کہ محمد بن یوسف کے پانچوں شاگردوں کے بیانات عدد و کیفیت کے لحاظ سے باہم مختلف ہیں کہ۔۔۔

1: پہلے تین شاگرد گیارہ نقل کرتے ہیں اور محمد بن اسحاق تیرہ، جبکہ پانچواں شاگرد داؤد بن قیس اکیس رکعات نقل کرتا ہے۔

2: امام مالک کی روایت میں گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم ہے عمل کا ذکر نہیں، یحیی القطان کی روایت میں حکم کا ذکر نہیں، عبد العزیز بن محمد کی روایت میں گیارہ رکعت تو ہیں لیکن نہ حکم ہے اور نہ ابی بن کعب اور تمیم داری کا ذکر۔ محمد بن اسحاق کی روایت میں تیرہ رکعت کا ذکر ہے لیکن نہ حکم ہے اور نہ ابی و تمیم کا ذکر، اور داؤد بن قیس کی روایت میں حکم تو ہے لیکن گیارہ کی بجائے اکیس کا ذکر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن یوسف کی یہ روایت شدید مضطرب ہے اور اضطراب فی المتن وجہ ضعف ہوتا ہے:

والاضطراب یوجب ضعف الحدیث۔

(تقریب النووی مع شرحہ التدریب: ص234)

ترجمہ: اضطراب روایت کو ضعیف بنا دیتا ہے۔

لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 2:

امام مالک کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ وہ بیس کے قائل ہیں۔ علامہ ابن رشد لکھتے ہیں:

واختار مالك فی احد قوليه ۔۔۔۔القيام بعشرين ركعة

(بدایہ المجتہد ج1ص214)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے ایک قول میں بیس رکعت تراویح کو اختیار فرمایا ہے۔

اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ راوی کا عمل اگر اپنی روایت کے خلاف ہو تو اس بات کی دلیل ہے کہ روایت ساقط ہے۔

(المنار مع شرحہ نور الانوار: ص190)

لہذا یہ روایت ساقط العمل ہے۔

جواب 3:

اس روایت کے مرکزی راوی سائب بن یزید کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ ان سے بسند صحیح مروی ہے:

عن السائب بن يزيد قال كنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب بعشرين ركعة والوتر ۔

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی: ج2ص305کتاب الصلوۃ)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر کے زمانے میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

فائدہ: چونکہ یہ روایت تمام رواۃ کی مرویات کے خلاف تھی اس لیے علماء نے اس کے بارے میں دو موقف اختیار کیے ہیں۔

- ترجیح
- تطبیق

ترجیح:

اس روایت (گیارہ رکعت) کو راوی کا وہم قرار دے کر مرجوح قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ابن عبد البر لکھتے ہیں:

ان الاغلب عندی ان قوله احدى عشرة وهم (الزرقانی شرح موطا: ج1ص215)

ترجمہ: میرے نزدیک غالب (راجح) یہی ہے کہ راوی کا قول "احدی عشرۃ" [گیارہ رکعت] وہم ہے۔

تطبیق:

بعض حضرات نے تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً:

1: علامہ بدر الدین عینی:

لعل هذا كان من فعل عمر اولا ثم نقلهم الى ثلاث وعشرين.

(عمدۃ القاری: ج8ص246)

ترجمہ: ممکن ہے یہ (گیارہ رکعت) حضرت عمر کا پہلے کا عمل ہو جو تیئس رکعات (بیس تراویح اور تین وتر) تک جا پہنچا ہو۔

2: ملا علی قاری:

وجمع بينهما بانه وقع اولا (ای احدى عشرة ركعة فی زمان عمر) ثم استقر الامر على العشرين فانه المتوارث

(المرقاۃ علی المشکوۃ ج3ص194)

ترجمہ: ان دونوں میں تطبیق یوں بھی دی جا سکتی ہے کہ یہ پہلے کا عمل ہو، پھر بیس رکعت پر معاملہ ٹھہر گیا ہو اور یہی عمل امت میں متواتر و متوارث

چلا ہے۔

3: علامہ محمد بن علی النیموی:

وجمع البیہقی بینھما کانوا یقومون باحدی عشرۃ ثم قاموا بعشرین واوتروا بثلاث وقدعدوا ماوقع فی زمن عمر کالاجماع۔
(حاشیۃ آثارالسنن ص221)

ترجمہ: امام بیہقی نے ان میں تطبیق یوں دی کہ (ممکن ہے) پہلے یہ لوگ گیارہ پڑھتے ہوں، پھر بیس رکعت تراویح اور تین وتر پر کاربند رہے ہوں۔